

سرکاری رپورٹ

## بلوچستان صوبائی اسمبلی

دسویں اسمبلی راٹھائیسواں اجلاس

### مباحثات 2016ء

﴿اجلاس منعقد 14 مئی 2016ء بروز جمعۃ المبارک 6 شعبان 1437ھجری، برگزار کیا گی۔﴾

| نمبر شمار | مندرجات   | صفہ نمبر |
|-----------|---|----------|
| 1         | تلاوت قرآن پاک و ترجمہ  | 1        |
| 2         | رخصت کی درخواستیں۔  | 2        |
| 3         | مشترکہ قرارداد نمبر 67 میں جانب جناب عبدالرحیم زیارتوال، ڈاکٹر عبدالمالک بلوج اور<br>جناب طاہر محمود خان۔ | 5        |

## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 14 مئی 2016ء بمقابلہ 6 شعبان 1437ھجری، بروز جمعۃ المبارک، بوقت سہ بھر 05:55بجھ 25 منٹ پر زیر صدارت محترمہ راحیلہ حمید خان درانی، اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کونسل میں منعقد ہوا۔

میڈم اسپیکر۔ السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔  
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

**بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط**

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُنْسَطِرُ نَفْسُكُمْ مَا قَدَّمْتُ لِغَدِيجٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ طِإِنَّ اللَّهَ خَيْرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنْسَلُهُمْ أَنفُسُهُمْ طُ اولئکَ هُمُ الْفَسِيْقُونَ ۝ لَا يَسْتَوِيَ أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ طَاصْحَبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاثِرُونَ ۝ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيْمُ ط

(پارہ نمبر ۲۸ سورۃ الحشر آیت نمبر ۱۸ تا ۲۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل یعنی روز (آخرت) کے لئے کیا سامان اکھٹا کیا ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے ان سب اعمال سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔ اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ (جنہوں نے اللہ کی احکام سے بے پرواہی کی) اور جو اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے خود ان کی جانب کوان سے بھلا دیا، یہی لوگ تو نافرمان ہیں۔ دوزخ میں جانے والے اور جنت میں جانے والے بھی بابر نہیں ہو سکتے جنت میں جانے والے ہی دراصل کامیاب لوگ ہیں۔

**میدم اپیکر۔** بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ سیکرٹری اسمبلی صاحب رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔  
محمد عظیم داوی (سیکرٹری اسمبلی)۔ رخصت کی درخواستیں۔ سردار مصطفیٰ خان ترین صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف اپنے حلقہ انتخاب کے دورے پر جانے کی وجہ سے آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر رہیں گے۔

**محترمہ راحیلہ حیدر خان درانی (میدم اپیکر)۔** سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی۔** اسلام آباد جانے کی بنا جناب عبدالجید اچکزئی صاحب نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

**میدم اپیکر۔** کورم پورا ہے آپ count کر لیں۔ جی زمرک خان صاحب! پہلے حاضری کی وہ ہو جائے، حاضری کے بعد پھر آپ کورم کی نشاندہی آپ کر دیں۔ یہ جو ہم رخصت کی درخواستیں پڑھ رہے ہیں اسکے بعد۔

**سیکرٹری اسمبلی۔** اسلام آباد جانے کی بنا جناب عبدالجید اچکزئی صاحب نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

**میدم اپیکر۔** سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی۔** محترمہ ثمینہ خان صاحبہ نے مجھی مصروفیات کے باعث آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست گزاری ہے۔

**میدم اپیکر۔** سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔ جی

**انجینئر زمرک خان اچکزئی۔** میدم اپیکر صاحبہ میں نے کورم کی نشاندہی کی ہے۔

**میدم اپیکر۔** جی وہ آرہی ہیں خواتین۔ جی وہ آگئی ہیں۔

**انجینئر زمرک خان اچکزئی۔** میں نہیں جاؤں گا، میں کیوں جاؤں۔ میں تو اپنی ابھی بات کروں گا۔ جب پورا

ہو جائے تو ٹھیک ہے مبارک ہو آپ کو۔

میڈم اسپیکر۔ جی انہوں نے count کر لی ہے آپ کے ساتھ 19 ہیں۔

انجینئر زمرک خان اچنگزی۔ جی ٹھیک ہے۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں، میڈم اسپیکر!

جس طرح گزشتہ جو ہمارا جلاس چل رہا ہے جس میں ہم نے اپنے اپوزیشن کی جو view point of رکھا تھا۔

اور جو کرپشن ہوا تھا۔ جس میں ہمارے خزانہ کے سیکرٹری کپڑے گئے تو اسیں ہمارے اپوزیشن کی وجہ سے

ہمارے عبدالواسع صاحب، وہ آج نہیں ہیں۔ اور ہم نے پریس کانفرنس کی تھی اور ہم نے یہ استدعا کی تھی۔ یہ

جو ہمارا مطالبہ تھا کہ جب تک اس گورنمنٹ کے جو حصے رہے ہیں۔ جو اس میں ملوث ہیں۔ جب تک وہ استعفی

نہیں دیں گے۔ ہم لوگ اپنا احتجاج جاری رکھیں گے۔ آج تک ہماری اس بات پر کسی نے ناوجہ دی۔ نہ ہمارے

اس مطالبات کی کوئی وہ ابھی تک کوئی جواب ملا ہے۔ لیکن ہمیں بس ایسا لگ رہا ہے کہ یہ جو احتساب ہے یہ ابھی

ایسا ہی کوئی ڈرامہ لگ رہا ہے کہ جس طرح سے یہ احتساب ہو گا۔ میں یہ پوچھتا چاہتا ہوں کہ اگر گورنمنٹ میں

بیٹھے ہوئے وہی لوگ جس کرپشن کا حصہ بنے ہوئے ہیں۔ وہ احتساب سے شفاف طریقے سے نہیں ہو سکتا؟ میں

انتاکہنا چاہتا ہوں کہ ہمارا وہی مطالبہ ہے کہ جب تک پرانے گورنمنٹ کا جو حصہ رہے ہیں۔ خاص کر جوان سے

منسلک ہے۔ جس طرح ہم نے پہلے بھی کہا کہ ہم کسی پر اعتراض نہیں کرنا چاہتے ہیں، ہم سب کو چور کہنا نہیں

چاہتے ہیں اور نہ ہی ہماری کوئی ایسی بات ہے۔ اور نہ ہم کسی کی عزت لینا چاہتے ہیں، خدا نہ کرے، ہم سب ایک

پارلیمنٹ میں بیٹھے ہوئے ایک حیثیت کے مالک ہیں اور سب دوست ہیں اور سب ایک دوسرے کے ساتھ

ہمارے اچھے تعلقات بھی ہیں۔ لیکن اس بات پر ہم کبھی بھی compromise نہیں کریں گے کہ جب تک اس

احتساب کا بالکل بیشک، آج بھی ہم نے کوئی بیان اخبار میں پڑھے ہیں مختلف پارٹیوں کے۔ نیشنل پارٹی کا بھی

بیان آیا ہوا تھا کہ پچھلی گورنمنٹ میں زمرک خان اور مولانا عبدالواسع کے وہ بھی کیسز نکلے ہیں۔ یہ تو تین سال

سے یہ باتیں ہو رہی ہیں۔ یہ تو تین سال سے اس فلور پر یہی بات کر رہے تھے کہ مولانا صاحب یا سردار عبدالرحمٰن

صاحب یا زمرک خان۔ کیا ثبوت ہیں؟۔ ثبوت لا و پیش کرو۔ ہم نے ثبوت کے ساتھ آپ کو گورنمنٹ نے کپڑا

ہے احتساب عدالت نے آپ پہ چھاپے مارا ہے، اربوں روپے نکلے ہیں۔

میڈم اسپیکر۔ زمرک صاحب آپ کا یہ پوائنٹ آچکا ہے please یا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر آپ تقریر

نہیں کر سکتے ہیں۔ please تشریف رکھیں۔

انجینئر زمرک خان اچنگزی۔ میڈم ایک منٹ، میں یہ کہتا ہوں وہ کیا کہتے ہیں اردو میں، کہ ڈوبتے کوئنکے کا

سہارا۔ ابھی وہ باتیں یاد کرتے ہیں کہ جی آپ نے اُس پر احتجاج نہیں کیا ہے۔ آپ ہمارا احتجاج چھوڑو آپ لوگ کیا کر رہے ہو؟، آپ نے کوں سا قدم اٹھایا ہے؟۔ آپ نے گورنمنٹ کیلئے اس کیلئے کوں ساطر یقہ اپنایا کہ اس احتساب کو ختم کریں۔

میڈم اسپیکر۔ تحقیقات ہو رہی ہیں زمرک خان صاحب، پورا ڈیپارٹمنٹ تحقیقات کر رہا ہے۔

انجیئر زمرک خان اچکزی۔ میں اتنا کہنا چاہتا ہوں آپ دو منٹ مجھے سُن لیں کہ یہ جو ہماری گورنمنٹ کو تو چھوڑ دا پنی گورنمنٹ کی کیا بات کر رہے ہو؟ آپ نے کوں سا قدم اٹھایا ہے؟

میڈم اسپیکر۔ زمرک خان صاحب یہاں *defined* نہیں کر سکتے۔ please

انجیئر زمرک خان اچکزی۔ آپ دوسروں پر الزامات لگاتے تھے کہ ہم اتنا جو ہے صحیح طریقے سے احتساب کر رہے ہیں، ہم لوگ جو ہیں ایک اچھا سا ماحول بنائیں گے، ہم ایک *free* بلوجستان کرپشن بنائیں گے، اس صوبے کو ترقی دیں گے۔ کیا کیا ہے؟۔ ادھر اربوں روپے گھروں سے نکلتے ہیں۔ مجھے تو شرم آرہی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ انکو جانا چاہیے۔ کم از کم اس اسمبلی میں نہیں بیٹھنا چاہیے۔

انجیئر زمرک خان صاحب آپ تشریف رکھیں، آپ تقریر نہیں کر سکتے ہیں point of

order پر۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا point آگیا مسلسل آ رہا ہے۔ آپ کا point

انجیئر زمرک خان اچکزی۔ جی میڈم! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ انکو جلد از جلد اس گورنمنٹ نے جو پچھلی گورنمنٹ کا حصہ ہے۔ اسکو کم از کم دور ہونا چاہیے ان سے۔ یہ احتساب پر اثر انداز ہو رہا ہے۔ احتساب ایسا نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ جو احتساب کا عمل ہے اس کو شفاف بنائیں۔ ہمیں ڈر رہے کہ اس پر آپ اثر انداز ہو کر ان لوگوں کو بچایا جا رہا ہے۔

میڈم اسپیکر۔ آپ تشریف رکھیں please۔ جی آپ کا point آگیا آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے

اپنی بات کہہ دی۔ ایک ڈیپارٹمنٹ اُسکی تحقیقات کر رہا ہے۔ یہاں ہم *decide* نہیں کر سکتے ہیں

*please*۔ زیارتوا صاحب آپ تشریف رکھیں آپکو میں نے اجازت نہیں دیا ہے، آپ تشریف

رکھیں۔۔۔ (مدخلت۔شور)۔ زمرک خان صاحب! آپ تشریف رکھیں please۔ یہ باتیں ہو گئی ہیں۔

زمرک خان صاحب کامائیک بند کر دیا ہے میں نے۔ زیارتوا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ احتجاج ریکارڈ پر

آگیا ہے۔۔۔ (مدخلت۔شور)۔ زمرک خان صاحب! میں نے آپ کا Mike بند کر دیا ہے، مہربانی کریں

آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا پاؤ نٹ آگیا۔ ابھی آپ بار بار ایک بات دو ہرار ہے میں جو کہ مناسب نہیں ہے۔ آپ

بھی سمجھتے ہیں آپ بھی سینر پارلینمنٹرین ہیں، بار بار ایک بات کو نہیں دوہرائیں please۔ سردار کھیتر ان صاحب! please تشریف رکھیں، یہ بتیں آپ کرچے ہیں۔ اسکی تحقیقات ہو رہی ہے سردار کھیتر ان صاحب آپ تشریف رکھیں۔ زمرک خان صاحب آپ تشریف رکھیں۔ جو زمرک صاحب نے بات کی ہے۔ جی یا نہیں صاحب۔۔۔ (مداخلت۔شور)۔

محترمہ یا سینیٹ اہڑی۔ میڈم اسپیکر! پوائنٹ آف آرڈر میڈم اسپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر پر یہ لمبی speech نہیں کر سکتے ہیں۔ ہمیں House کو rules کے مطابق چلانا چاہیے۔

میڈم اسپیکر۔ سردار صاحب کا Mike ابھی بند کر دیں please۔ سردار صاحب! آپ کی بتیں آچکی ہیں۔ آپ please تشریف رکھیں۔ مائیک بند ہیں اونکے۔ سردار صاحب آپ ایسا نہیں کریں آپ کا سب کچھ آچکا ہے۔ یہ آپ اسمبلی کی کارروائی کو متاثر کر رہے ہیں سردار صاحب please۔ جناب عبدالرحیم زیارت وال صاحب، صوبائی وزیر، ڈاکٹر عبدالمالک بلوج صاحب اور جناب طاہر محمود خان، ارکین اسمبلی میں سے کوئی ایک محکم اپنی مشترک قرارداد نمبر 67 پیش کریں۔ سردار صاحب آپ تشریف رکھیں یہ مناسب نہیں ہے۔ مشترک قرارداد نمبر 67۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (وزیر حکومت علیم)۔ ہرگاہ کہ اٹھا رہو ہیں آئینی ترمیم سے قبل ورکرزاں یفسر ز فنڈ آرڈیننس مجریہ 1971ء کے تحت مزدور طبقہ کی فلاج و بہبود بالخصوص پیر انہ سالی کے باعث سبد و شی کے بعد نیز غیر موثر یہ شدہ افراد بیواؤں اور یتیموں کے معاملات وفاقی حکومت اولڈ اجینٹیفیشن انٹیٹیوشن پیش ورکرزاں فنڈ کے تحت ادا یگی کی جاتی تھی۔ تاہم آئین میں اٹھاواریں ترمیم کے بعد یہ ادارہ صوبوں کو منتقل ہونے کے نتیجے میں پونکہ صوبہ بلوچستان مالی وسائل کی کمی کے باعث اولڈ اجینٹیفیشن انٹیٹیوشن (EOBI) اور ورکرزاں یفسر فنڈ کی ادا یگیوں سے فوری طور پر بردا آزماء ہونے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ مزدور طبقے کی فلاج و بہبود اور پیش اور غیر موثر یہ شدہ بیواؤں اور یتیموں کی اولڈ اجینٹیفیشن انٹیٹیوشن پیش (EOBI) ورکرزاں یفسر فنڈ کی ادا یگیوں کا معاملہ اپنی تحويل میں رکھتے تو قنیطہ صوبہ ان معاملات سے بردا آزماء ہونے کے قبل ہو سکے۔

میڈم اسپیکر۔ نصر اللہ زیرے صاحب please۔ میں ٹریشری پیپر سے گزارش کرو گی کہ آپ لوگ آپ لوگ بیٹھ کر بات نہیں کریں۔ نصر اللہ زیرے صاحب please آپ لوگ بیٹھ کر بات نہیں کریں۔ اب انہوں نے اپنا احتجاج ریکارڈ کیا اور چلے گئے۔ زیارت وال صاحب میں آپ سے دوبارہ

request کرو گی کہ آپ اسکو دوبارہ پڑھ لیں کیونکہ آوانہیں آ رہی تھی ہو سکتا ہے کہ ریکارڈنگ میں مسئلہ ہو گا ہمیں۔

**وزیرِ حکومت تعلیم۔** مشترکہ قرارداد نمبر 67۔ ہرگاہ کہ اٹھارویں آئینی ترمیم سے قبل ورکرز و لیفیرز فنڈ آرڈیننس مجریہ 1971ء کے تحت مزدور طبقہ کی فلاج و بہبود بالخصوص پیر انہ سالی کے باعث سبکدوٹی کے بعد نیز غیر موثر بیسہ شدہ افراد بیواؤں اور تیموں کے معاملات وفاقی حکومت اولڈ اجیج بینیفیشنس انسٹیوشن پنشن ورکرز فنڈ کی کے تحت ادا یگی کی جاتی تھی۔ تاہم آئین میں اٹھارہویں ترمیم کے بعد یادارہ صوبوں کو منتقل ہونے کے نتیجے میں پونکہ صوبہ بلوچستان مالی وسائل کی کمی کے باعث اولڈ اجیج بینیفیشنس انسٹیوشن (EOBI) اور ورکرز و لیفیرز فنڈ کی ادا یگیوں سے فوری طور پر نبرآ زما ہونے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ مزدور طبقے کی فلاج و بہبود اور پنشن اور غیر موثر بیسہ شدہ بیواؤں اور تیموں کی اولڈ اجیج بینیفیشنس انسٹیوشن پنشن (EOBI) ورکرز و لیفیرز فنڈ کی ادا یگیوں کا معاملہ اپنی تحویل میں رکھتا و فتیکہ صوبہ ان معاملات سے نبرآ زما ہونے کے قابل ہو سکے۔

**میدم اسپیکر۔** مشترکہ قرارداد نمبر 67 پیش ہوئی۔ کیا محکمین اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 67 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

**ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔** میدم اسپیکر! actually یہ بھی ایک سمجھیں کہ، کیونکہ میں اٹھارہویں ترمیم کا جو ہے نال ایک مبرہ بھی تھا۔ جب ہم یہ ترمیم لارہے تھے۔ تو اس زمانہ میں خورشید شاہ بھی تھا۔ اس نے مجھے کہا کہ ڈاکٹر! یہ آپ لوگ اٹھارہویں ترمیم لے جا رہے ہو لیکن جو وہ لیفیرز فنڈ ہے اگر اسکو ہم نے devolve کی تو سندھ، بلوچستان اور خیبر پختونخوا کو نقصان ہو گا۔ وہ اس طرح ہے کہ یہ فنڈ basically جو مزدور ہیں اُنکی تخواہ stage سے اور ایک حد تک جو سرمایہ کار ہیں۔ اُسکی کچھ فنڈ سے یہ فنڈ بنائے جو اوار بول روپے کا ہے۔ اور ایک share دینا بند کیا ہے یہ صرف مزدور کی تخواہوں سے کلتا تھا۔ اور پھر جو ہے نا تمام فیڈریشن میں تقسیم ہوتا تھا۔ اب چونکہ ہمارے پاس اور خیبر پختونخوا کے پاس مزدور کم ہیں اور وہاں جو فنڈ زملا تھا وہ پنجاب اور سندھ کے حوالے سے۔ اب جو یہاں ہماری ڈولپمنٹ ہو رہی ہیں لیبرڈی پارٹی کے ذریعے تخواہیں ہیں یا مختلف لیبرڈی پارٹی کے ملکے ہیں ہیاتھ ہے یا لیبر TTC ہے۔ انکا بلوچستان، بجائے یہ کہ مزدوروں کو تم دے دیں یہ بلوچستان گورنمنٹ کو ابھی دینا پڑیگا اس مدت میں۔ تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ایک تو پہلے ہم نے قرارداد میں pass کی ہیں regarding اٹھارہویں ترمیم۔ ہمارے لئے practically برا مشکل

کام ہے کہ ایک جو devolve کر کے آپ لے آئیں پھر اب مرکز کو اسے دے رہے ہیں لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے مزدوروں کی اور عوام کی interest میں ہے۔ ہمارے مزدور کروڑوں روپوں کے جو ہے ناں benefits سے خیر پختونخوا اور ہماری جو ہے ناں وہ محروم ہونگے۔ یہ already resolution ہے ناں KPK table کر چکا ہے اور pass کر چکا ہے۔ مہربانی۔

میڈم اسپیکر۔ رحیم زیارت وال صاحب آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟ جی آ غالیاقت صاحب۔

آغاز سیدلیاقت علی۔ شکریہ میڈم اسپیکر۔ یہ قرارداد نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے اور ڈاکٹر صاحب نے اس پر بڑی اچھی روشنی ڈالی۔ محترمہ! اٹھارہویں ترمیم کے بعد جتنے بھی assets تھے، خواہ وہ EOBI کے ہوں خواہ وہ انشورنس سے متعلق ہوں۔ خواہ دوسرے سوئی گیس ہو یا جو بھی ہوں۔ یہ assets اٹھارہویں ترمیم کے تحت صوبوں میں تقسیم ہونے تھے۔ اولڈ اج بینیفیشنس میں اگر میں ڈاکٹر صاحب سے معتدرت کے ساتھ یہ کہوں کہ پوکنکہ اُس وقت جب یہ 1971ء میں لاگو اور پھر بلوچستان میں اس صوبہ میں یہاں کے لیبر اور یہاں کے اور حب کے انڈسٹریل میں پر یہ ہوا تو ہم نے اسیں اپنا اچھا خاصا کافی پیسے اسیں جمع کروائے اور اسکے بدلتے مجھے یاد ہے کہ سٹیلائٹ کاؤنٹ کے پاس کوئی بیس پچس کوارٹر کے علاوہ اس اولڈ اج بینیفیشنس کے تحت ہمیں کچھ بھی نہیں ملا۔ 1971ء سے لیکر آج تک ایک پیسے نہیں ملا ہے صرف یہ بیس یا پچس جو اس سے اندازہ لگائیں کہ اس اولڈ اج بینیفیشنس کا ایک اتنا بڑا اسکینڈل کچھی گورنمنٹ میں کھڑا ہو گیا تھا کہ انہوں نے یہ investment کراچی اسٹاک ایچیجن میں کی، اور پھر کراچی اسٹاک ایچیجن کو push-up کرنے کیلئے یہ سرمایہ وہاں لگایا گیا جو کہ گورنمنٹ آف پاکستان کا سرمایہ نہیں تھا یہ ان چاروں صوبوں کا سرمایہ تھا۔ چاپیئے تو یہ تھا کہ چاروں صوبوں سے پوچھا جاتا کہ ہم یہ سرمایہ انویسٹ کرتے ہیں اسٹاک ایچیجن میں کریں یا نہیں کریں؟ لیکن نہیں ہوا۔ پھر کیا ہوا کہ یہ سرمایہ کراچی اسٹاک ایچیجن میں at a time کریم بے بی اُس وقت کے وزیر اعظم شوکت عزیز اور کچھ اور لوگوں کی وجہ سے جو وہ لوگ interested تھے کہ انکا سرمایہ بچ جائے کراچی اسٹاک ایچیجن کو پاؤں پر کھڑا کرنے کیلئے انہوں نے یہ سرمایہ اسیں ڈبودیا۔ اب پھر کیا ہوا کہ انہوں نے جو بینکوں میں فائدہ ڈپازٹ رکھے تھے اُس سرمائی کو نکالا۔ اُس سرمائی کو نکال کر کے انہوں نے کراچی میں لاہور اسلام آباد میں اور میرے خیال میں گوجرانوالہ اور سرگودھا میں بھی بڑے بڑے پلازاے اور بڑی بڑی جائیدادیں بنائیں۔ یہ جائیدادیں اب وہاں پر موجود ہیں۔ آپ اسلام آباد جاتی رہتی ہیں اگر Blue

Area پر سے آپ گزریں تو ادھر سے جاتے ہوئے ایوان صدر کی طرف right hand پر جو دو بڑی بلندگیں ہیں، وہ اس EOBI کے ہیں یہ بڑا سرمایہ ہیں۔ اور اٹھا رہوں تریمیم، مجھ سے ڈاکٹر صاحب اتفاق کریں گے کہ assets کی تقسیم کا بھی وہ تھا۔ کہ تقسیم ہونا چاہیے یہ سرمایہ اور جو سرمایہ اس ناہل نالائق اور اسکے اسٹاف کی وجہ سے ڈوب گیا کراچی اسٹاک ایکسچینج میں assets بلوچستان گورنمنٹ کا کوئی کردار نہیں تھا ہمیں اُسکا بھی demand کرنی چاہیے اور اس وقت، میں شاید یہ کہنے میں حق بجانب ہونگا کہ اگر ہم صوبہ میں اس اولڈ ایچ EOBI کو فعال کریں تو ہمارے mine owners ہمارے ہم اپنے اخراجات کا بوجھ اٹھا سکتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ جو فیڈرل گورنمنٹ نے اٹھا رہوں تریمیم میں ہمارے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ assets کو ہم آپکے ساتھ تقسیم کریں گے۔ اگر ہمیں اسلام آباد کے ان دو پلازاوں میں سے جو ہمارا حصہ five point something بتتا ہے وہ ہمیں مل جائے تو میرے خیال میں ہم بیہاں کے ورکرزا اور ان سب کو جو ہے اس EOBI کے اس سے benefits پہنچا سکتے ہیں دوسروی بات یہ ہے کہ ہمیں اس میں کچھ قانون سازی بھی کرنی پڑے گی۔ ہمیں اپنے صوبہ میں اسکولا گو کرنا پڑے گا ہم اولڈ ایچ بنیفیش وہ ہے جب فیڈرل گورنمنٹ نے یہ ہمیں دیا ہے یہ subject تو ہمیں اس پر کام کرنا چاہیے ہمیں اپنے mine owners اپنی انڈسٹریز جو بھی ہماری لیبر جدھر جدھر بھی کام کر رہے ہیں اسکے لئے ایک فعال ادارہ ہونا چاہیے، جو collection کر سکیں۔ یہ collection ہزاروں نہیں لاکھوں نہیں کروڑوں روپوں میں ہیں۔ آپ دیکھ لیں کہ اس وقت ہمارے گرم کے مائنگ میں، کول کے مائنگ میں کتنے لیبر ہیں۔ حب کی انڈسٹری میں کتنے لیبر ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ اگر ہم سینکڑ اور اس پروجیکٹ کی طرف چلے جائیں اور ادھر اپنے اولڈ ایچ بنیفیش کو جس طرح پہلی دفعہ اس کا پہلا روح رواں جو constitution تھا یا جو اسکے بانی تھے اسکے تحت لاگو کریں تو سینکڑ plus بڑے بڑے پروجیکٹس سے ہم کو اچھا خاص منافع ہو سکتا ہے تو میری اس سلسلے میں یہ استدعا ہے کہ اس مشترکہ قرارداد میں تریمیم کی جائے اور یہ کہا جائے کہ جو ہمارے assets وہاں پر ہیں جو اس EOBI کے پاکستان میں ہیں وہ ہمارے حصہ کے مطابق ہمیں دیئے جائیں یا پھر اسکو واپس لیکر کے ہمارے ساتھ انصاف کیا جائے۔ شکریہ جی۔

میڈم اسپیکر۔ جی ڈاکٹر مالک صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوج۔ دیکھیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن وہ آپکو assets بھی نہیں ملیں گے یہ آپکا قرارداد جو ہے ناں turn-down ہو گا۔ یہ ہم منظور کر لیں اسکے بعد اسکے لئے بیشک ہم کوئی نئی

move کر لیں۔ کیونکہ اگر آپ نے conditionally کیا تو وہ کہتے ہیں کہ ایک طرف تو آپ دے رہے ہیں اختیارات ہمیں پھر اٹا شکھی مانگ رہے ہو تو یہ conflicting ہو گی میری یہ گزارش ہے کہ اسکو منظور کرتے ہیں پھر اٹا شکھی کیلئے بیشک آپ ایک اور move resolution بیشک کر لیں۔ نہیں تو اسکیلیں یہ کہیں گے کہ یہاں پر conflict ہے۔ آپ دیں رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ پھر ہمیں واپس دے دو۔ تو میری یہ گزارش ہے آغازیات صاحب سے۔

**میڈم اسپیکر۔** جی۔ عبدالرحیم زیارتوال صاحب۔

**وزیر محکمہ تعلیم۔** میڈم اسپیکر! ہم چونکہ قرارداد کے محرک بھی ہیں اور گورنمنٹ کی جانب سے ہم قرارداد کی حمایت کرتے ہیں۔ اسکو pass ہونا چاہیے اور لیاقت آغا صاحب کے جو points ہیں بہت valid ہیں اور interested بھی ہیں انکو بعد میں کسی اور قرارداد کے ذریعے سے کل دوسرے دن یا اسکے بعد وہ لے آ سکیں گے اس پر علیحدہ ہی قرارداد pass کروائیں گے۔ یہ جو چیز ہمارے حوالے ہے اس وقت اسکیں ہماری گورنمنٹ اُنکے ساتھ وہ شیئر کرنے پا سکی ہے۔ اور جو چیزیں اُنکے پاس تھیں انہوں نے وہ ہمیں transfer کیا ہی نہیں ہے اسکیں ہمیں پوچھا ہی نہیں ہے۔ اسکیں وہ بہت زیادہ اُنکی چیزیں ہے لیاقت آغا صاحب کو پتہ ہے کہ وہاں جو آپکی یہ ہوا کرتا ہے اسکیں ہمارے shares transfer تک ہیں نہ ہمیں گے بعد میں۔

**میڈم اسپیکر۔** یقیناً یہ ایک بہت اہم قرارداد ہے بلوچستان کے غریب درکارز کیلئے۔ سوال یہ ہے کہ مشترک قرارداد نمبر 67 منظور کی جائے؟ مشترک قرارداد نمبر 67 منظور ہوا۔ جی۔ رحیم زیارتوال صاحب۔

**وزیر محکمہ تعلیم۔** میڈم اسپیکر! میں ذاتی explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں اگر آپ اجازت دیں گے تو۔ میڈم اسپیکر! گزشتہ ابھی ہفتہ ابھی ہونے کو ہے ہوا ہے جو واقعہ ہوا تھا کوئی میں سیکرٹری خزانہ کے حوالے سے وہ ہمارے صوبہ کے لئے ہماری اس حکومت کیلئے ایک معنی میں بہت بڑی خجالت کی سبب بنی ہے۔ اور وہ واقعہ جو ہوا یہ بھی اخلاقیات ہیں۔ ہمارے ہاں نہیں ہیں دنیا میں ہیں اور ہم نے دنیا کی اخلاقیات کو follow کرتے ہوئے جو آدمی جس کے پاس portfolio تھا اُس نے resign کر دیا ہے۔ اور جو تحقیقات ہو رہی ہیں گورنمنٹ کے طور پر ہم نے ایک دن کیلئے کسی بھی تحقیقی ادارے نیب ہو یا جو بھی ادارے ہوں

ہم نے اُس پر اثر انداز ہونے کی کوشش نہیں کی ہے۔ وہ آزادی سے خود مختاری سے جو تحقیقات کر رہی ہے وہ اپنی تحقیقات کریں۔ میں یہاں آپکے سامنے ہاؤس کے سامنے یہ رکھنا چاہتا ہوں کہ اسکی آڑ میں روز روز کی بیانات قوم پرستوں اب قوم پرست اب یہ جو اصطلاح ہے، قوم پرست کے معنی کچھ اور ہوا کرتے ہیں ہم تو قوم دوست وطن دوست جمہوری، سیاست کے پیروکار رہے ہیں اپنی تمام تاریخ میں اور یہ جو اصطلاح ہے یہ ملک کے اندر سب کیلئے استعمال ہو رہی ہے ہم جیسے جمہوری لوگوں قوم اور اپنی سرزین کی سیاست کرنے والوں کے لئے صرف نہیں ہیں یہی لوگ سنده میں بھی ہیں یہی لوگ دوسری جگہوں پر بھی ہیں تو جو terminology یہ استعمال کر رہے ہیں اور جو آدمی استعمال کر رہا ہے وہ خود اس کا دعویدار ہے۔ اور ہم آپکے سامنے کھڑے ہیں۔ دنیا کے ہر فورم پر جہاں بھی ہوں ہم اپنا احتساب کرانے کیلئے تیار ہیں۔ میڈیم اسپیکر! گزارش یہ ہے کہ ایک سیاسی آدمی کا احتساب جمہوریت میں عوام کے ذریعے ہوتی ہے جب آدمی عوام کے پاس جاتا ہے پارٹی کا پروگرام لیکر کے جاتا ہے اگر عوام انہیں مسترد کرتے ہیں تو یہ سب سے بڑا احتساب ہے۔ اور جمہوری کی خوبی یہ ہے لیکن یہاں میں دوستوں کی اپوزیشن ہے ہماری مبران ہیں میرے فاضل دوست جس طریقے سے ایک چیز کو اٹھا رہے ہیں اور جو terminology استعمال کر رہے ہیں یہ terminology کسی بھی صورت میں نہٹھیک ہے اور نہ ہی یہ احتجاج کا طریقہ ہوا کرتا ہے۔ کرپشن اسکینڈل دنیا میں آتے رہتے ہیں۔ جس آدمی کے خلاف scandal بن جاتا ہے اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ پوری کینٹ چلی جائے اور اسکے علاوہ آپکی جو کینٹ یہاں موجود ہے ڈھائی سال ڈاکٹر صاحب کی راہبری میں، اب نواب ثناء اللہ صاحب کی راہبری میں یہ جاری ہیں۔ اس نے achievements دیئے ہیں صوبہ میں ہم سب کو معلوم ہے کہ اس صوبہ میں امن و امان کی صورتحال کیا تھی۔ ہمارے دوست خود دن کو گھر نہیں جاسکتے تھے رات کو اب جس ٹائم جانا چاہیں کسی کے لئے اس طرف جانے چاہیں اس طرف جانا چاہیں کسی طرف بھی خطرہ نہیں ہیں۔ لیکن ہم نے جو دعویٰ کرتے ہیں ہم یہاں کھڑے ہیں جھوٹ سے نہ سیاست آگے جاسکتی ہے اور نہ ہی بہتان تراشی سے آپ چیزوں کو ٹھیک کر سکتے ہیں۔ جس کے ذمہ تاریخ کے حوالے سے جو ذمہ داریاں آئی ہیں جس نے جو کچھ کیا ہے آج کیا آنے والے وقت میں ہر آدمی نے اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ ایک تو حساب، ہمارے عقیدہ کے مطابق خدا کے سامنے دینا ہے اور ایک احتساب اس دنیا میں انسانوں کی ہوگی۔ اس سے کوئی مبرانہیں ہو سکتا ہے جو بھی چھپانے کی کوشش کریا گا جو بھی چالاکی ہوگی یہ چل نہیں سکے گی۔ میرا یہاں کہنا یہ ہے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم احتساب کیلئے تیار ہیں اور جمہوریت کا احتساب بذریعہ عوام ہیں عوام کے ووٹ سے ہیں اور مجھے جو شک پڑ رہا ہے وہ یہ ہے کہ اسکی آڑ

میں۔ ایک تو آپ کیبینٹ کی بات کر رہے ہیں آپ سسٹم کو لپیٹا چاہتے ہیں never جس کی بھی یہ خیال ہو کہ سسٹم کو لپیٹ لیں گے یہ ملک کے لئے سخت ترین ایک معنی میں خطرناک ترین گیم ہو گی۔ میرے لئے نہیں ہم اس خواری میں رہے ہیں ہم نے سارا وقت یہاں اس طریقے سے گزارا ہے ہم جیلوں میں رہے ہیں۔ ہم نے غیر جمہوری قوتوں کی جیلیں جھیلی ہیں۔ چودہ چودہ سال قید بامشققت سیاسی کارکن کی حیثیت سے عبدالصمد خان اچکزئی جو ہماری پارٹی کے بانی ہے انہوں نے جیلیں جھیلی ہیں لیکن جس وقت انکو سزا ہو رہی تھی اُس وقت بھی اُس دن بھی اُس نے کہا تھا۔ کورٹ کے، یہ ملٹری کورٹ تھی کرنل صاحب بیٹھے تھے۔ جب اُسکو چودہ سال قید بامشققت کی سزا ہوئی ایک سیاسی کارکن کو کس standard کے سیاسی کارکن کو ایک لیڈر کو۔ جوان ڈیا کی آزادی کے صفت اول کے ہیرو تھے۔ کوئی انکار نہیں کر رہا ہے آج تک کسی نے انکار نہیں کیا۔ اُسکو جب یہ سزا انہوں نے دی تو وہ وہاں سے چل کے دو قدم پیچے چلا اور واپس مورا اور اُسی کرنل سے پوچھا ”کرنل صاحب! آپ نے مجھے چودہ سال قید بامشققت کی سزا دی۔ کیا پاکستان چودہ سال intact رہ سکے گا؟“ کرنل غریب نے کیا جواب دینا تھا۔ جس نے بھایا تھا اور ہوا یہی وہ کوئی بزرگ نہیں تھا۔ وہ ایک سیاسی vision رکھنے والا آدمی تھا۔ ہم سیاست کرتے ہیں اور سیاست کے بل بوتے پر یہاں تک پہنچے ہیں ہماری کسی نے سفارشی نہیں کی ہے ہم سفارشی لوگ نہیں ہیں ہم نے ایک محنت کی ہے۔ ہم نے ساری زندگی سیاست میں گزاری ہے اور سیاست کے ذریعے خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ missing ہو سکتی ہیں۔ لیکن پارٹی کے طور پر ہم نے دوسرا کوئی گناہ نہیں کیا ہے سوائے اسکے کہ ہم جمہوریت چاہتے ہیں ہم پارلیمنٹ کی خود مختاری چاہتے ہیں ہم پاکستان کو چار پانچ قوموں کا فیڈریشن سمجھتے ہیں۔ اور جو قومیں ہیں اس سرزی میں پر آباد ہیں اور اس ملک کا حصہ ہیں اور فیڈریشن جس کو کہا جاتا ہے اسکے معنی یہ ہیں کہ یہاں پر قومیں آباد ہیں اور جو قومیں یہاں آباد ہیں ہم اُسکی آئینی گارنٹی برادری کی چاہتے ہیں۔ ہم صوبائی خود مختاری چاہتے ہیں ہم پارلیمنٹ کی بالادستی چاہتے ہیں اور تمام اداروں کو پارلیمنٹ کا sub-servant ہونا چاہیے۔ ہم یہ چاہتے ہیں۔ ہم نے اس میں کوئی گناہ نہیں کیا ہے ہم اُسکو چھپائیں گے بھی نہیں لیکن میں روک لیتا ہوں نہیں جاتا ہوں آگے کیونکہ جمہوری آدمی ہوں اس قسم کے ازمات میرے لئے، پارٹی کی ذمہ دار آدمی کی حیثیت سے میرے لئے اپنے نہیں ہیں۔ لیکن گزارش یہ کروڑا کہ یہ جو طریقہ کار ہیں یہ ٹھیک نہیں ہیں۔ اور ہم ہیں اگر کسی کا یہ خیال ہے کہ قوم دوست قوتوں یا انکی اصطلاح کے مطابق قوم پرست آدمیوں کی حیثیت سے دوستوں کی حیثیت سے یہ پیچھے ہٹ جائیں گے never ہارا تبدیل پاکستان میں جمہوریت کے حوالے سے کوئی نہیں ہے۔ یہ بات غلط ہے ہم اپنی زمین پر interest کے ساتھ رہ

رہے ہیں۔ ہم اس سرزی میں کے ماک ہیں اور ہماری جو حیثیت ہے سیاسی حوالے سے یہ اُسکی خواہش ہو سکتی ہے لیکن یہ خطرناک خواہش ہوگی۔ اس خطرناک خواہش کو ٹھیک کرنے کی ضرورت یہ ہے کہ ہمارے دوست یہ سن رہے ہوں گے یہ آئینے یہاں بیٹھیں گے اخساب کا جوادار ہے جن کے پاس چیزیں ہیں وہ ان کے پاس چلی گئی ہے، انہوں نے پکڑی ہیں ان کے پاس جو معلومات ہوں گے اُس کے مطابق نہ ہم بھاگیں گے اور نامک چھوڑیں گے نہ صوبہ چھوڑیں گے جو بھی حساب کتاب ہوگا (پہلو کی ولی پر سرہ تباخی و رکود) اُس کے لئے تیار ہیں وہ ہم دینگے۔ ہم نے بھی وقت اپوزیشن میں گزارا ہے بہت نالائق حکومت کے دور میں لیکن یہ کھینچا ہے کہ سب مستغفی ہو جائے وزیر اعلیٰ گھر چلے جائیں۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ کام ٹھیک نہیں ہے، یہ تقدیم کا حق ہے اور آپ ہمیں دیکھ رہے ہیں، ہم خندہ پیشانی سے ان کی ہر تقدید کو برداشت بھی کر رہے ہیں۔ اور معقول اُس کے ساتھ جواب دے رہے ہیں۔ لیکن ہمیں جمہوریت عزیز ہیں۔ مجھے گلہ ہے میدیا سے میں کہنا چاہتا ہوں کہ پرلیس جو وظیرہ اپنایا ہے۔ کہ کیا آپ میدیا کے ذریعے لیڈر بناتے رہیں گے never نہیں ہو سکتا ہے نہیں ہوگا مصطفیٰ کمال کو بناتے ہو، بلے والے کو بناتے ہو، کھلاڑی و مداری کو بناتے ہو بناتے جاؤ۔ یہ ملک کے لئے خیر کی باتیں نہیں ہیں، یہ جمہوریت کے لئے خیر کی باتیں نہیں ہیں۔ ایسا نہ کریں خدا کیلئے۔ ملک کا صدر بیٹھا ہوا ہے، وزیر اعظم بیٹھا ہوا ہے، میں یہاں تک کہتا ہوں کہ آرمی چیف بیٹھا ہوا ہے اور اس کے علاوہ چاروں صوبائی اسemblyas میں اور اُس کے وزیر اعلیٰ ہیں اُس کے گورنر اور اُس کے کابینہ ہیں کس کو کتنا کورٹج ملا ہے، لیکن میں کیوں نہیں کہوں گا کس کو کورٹج ملا ہے صرف ایک بلا والا پاکستان کا وفادار ہے اور کوئی وفادار نہیں ہے۔

ایک مصطفیٰ کمال وفادار ہے۔ میں نہیں ہوں پاکستان کا وفادار؟ میں نے اس آئین کے تحت الف نہیں اٹھایا ہے کس ترازوں میں اس کو طول رہے ہیں؟ وزیر اعظم کو، صدر کو، چیف آف آرمی اسٹاف کو اور نیچے گورنر صاحب کو، وزیر اعلیٰ صاحب کو چاروں صوبوں کی کس کو ملی ہے یہ کورٹج؟ اور یہ کس بنیاد پر ہے؟ کوئی بھی private 7 ایک منٹ کے کتنے پیسے لیتے ہیں یہ مجھے پتہ ہے یہ ہم جانتے ہیں۔ لیکن خدا کے لیے یہ ہے کیا۔ یہ کس طریقے سے ہے میرے دوستوں سے گلہ ہے، ہم نے ساری زندگی گزاری ہے یہاں پر لیں کی بنیاد عبد الصمد خان اچکزئی نے رکھی تھی۔ اُس کا دوست عزیز مگسی صاحب جو 35ء کے زمانے میں غریب شہید ہوا تھا اُس کے نام پر رکھی تھی وہ عبد الصمد خان اچکزئی کے بہترین دوست تھے اور استقلال اخبار نکالا تھا کسی کو اخبار کا پتہ نہیں تھا۔ یہاں تو لوگوں نے محنتیں کی ہے جو کچھ ہم خود صوبے میں رائج کر چکے ہیں اُس کے خلاف ہم کیسے جاسکتے ہیں۔ ہم نے ساری زندگی اسی کے لیے گزاری ہے۔ اب جب ساری زندگی انسان ایک کام کے لیے

گزارتا ہے کیا وہ اُس کے ساتھ دو کارے گا، اُس کے ساتھ بے ایمانی کرے گا اُس چیز کو خراب کرے گا never ہم یہ لوگ چاہتے ہیں۔ میں آخر میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ جمہوریت ہوگی۔ جمہوریت ملک کے لیے بہترین ہے۔ ہماری جمہوریت میں خامیاں ہیں اس میں دورائے نہیں ہے ہماری جمہوریت کمزور ہے اس میں بھی دورائے نہیں ہے۔ ہم جمہوریت کو اچھے طریقے سے نہیں سمجھ سکے ہے اس میں بھی دورائے نہیں ہے۔ لیکن جہاں تین سال، چار سال، پانچ سو سال لوگ جمہوریت میں رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہماری جمہوریت بھی مکمل نہیں ہے۔ تو ہماری جمہوریت تو باکل نواز ایدہ بچے کی طرح ہے اُس میں بھی خامیاں اور خرابیاں ہو گئی ہم تسلیم کرتے ہیں۔ سب چیزیں ٹھیک نہیں ہے ہم نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا ہے یہاں پر بیس مرتبہ کہا گیا ایک گولی نہیں چلے گی۔ ہم conflict zone میں ہے گولیاں چل رہی ہے لیکن ہم نے صورت حال بہتر بنائی ہے۔ نہ ڈاکٹر نے یہ دعویٰ کیا ہے نہ یہ اعلان کیا تھا اور نہ ثناء اللہ زہری صاحب نے یہ اعلان کیا ہے نہ میں نے یہ اعلان کیا ہے۔ اگر کیا ہے تو کسی اخبار میں کسی جلسے کا کچھ بھی ہمیں بتا دیں، نہیں ہوا ہے۔ اور ہم نے یہ بھی نہیں کہا ہے کہ تمام چیزیں ہم نے ٹھیک کی ہے بالکل تمام چیزیں ٹھیک نہیں ہیں لیکن ادارے جو بتا ہوئے تھے ان کو پاؤں پر کھڑا کیا تھا۔ آپ کی پولیس collapse demoralize کی ہم نے پولیس کو دوبارہ سے اُن کو مورال دے دیئے آج آپ کا پولیس اس قابل ہے کہ وہ آپ کو امن دے۔ اور وہ آج آپ کے ساتھ امن کے لیے کام کر رہے ہیں۔ اور اس کے علاوہ دوسرے جو ادارے تھے ایکوکیشن کیا تھا ہیلائٹس میں کیا صورت حال تھی؟ باقی departments کہاں تھے؟۔ ہم نے سب کی بنیادیں دوبارہ سے رکھ دی ہے اور اداروں کو اپنے پاؤں پر کھڑا کر دیا ہے۔ اور ریاست کی pillars کو جو بھی اُس کے pillars کو ٹھیک کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ ریاست اور حکومت جن pillars کھڑی ہوتی ہے وہ مضبوط ہو اور یہ چل سکے۔ ابھی یہ کسی کو گوارہ نہ ہواں یہ گوراہ نہ ہو کہ میں وہاں کیوں ہوں اور یہاں کیوں ہے؟ اس theory کا میں قائل نہیں ہوں وہاں بھی ہم نے بیٹھنا ہو گا یہاں بھی ہم نے بیٹھنا ہو گا جب وہاں تھے وہاں کی duty سر انجام دے رہے تھے جب یہاں آئیں یہاں کی duty سر انجام دے رہے ہیں یہ ہم کر رہے ہیں اور ایمانداری سے کر رہے ہیں اس میں دورائے نہیں ہے۔ تو اس میں ہماری گزارش یہ ہے کہ ہماری دوست ہم چار مرتبہ اُن کے پاس گئے ہیں ہم نے اُن کو request کی ہے کہ یہ جو آپ کا مطالبہ ہے اور پہلے دن میں نے یہاں کہا تھا یہ مطالبہ جمہوری نہیں ہے یہ مطالبہ سیاسی نہیں ہے یہ مطالبہ جمہوریت، سیاست، پارلیمنٹ آپ کی صوبائی اسمبلی اس کی شایانہ شان نہیں ہے اس سے رُک جاؤ۔ اور جب گیا تھا اُن کو وہاں بھی یہ بتایا تھا لیکن اس کے باوجود یہ ہو رہا ہے۔ ہماری

پھر سے request یہ ہو گی تمام ایوان کی کہاں کو چلا گئیں گے بھلے وہ تنقید کرے بھلے وہ چیزیں لا گئیں اور جو ادارے ہیں اداروں کو ہم نے فعال کیا ہے۔ اداروں کو ہم نے بنایا ہے ہم نے تمام چیزیں تمام اختیارات وہاں دیئے ہیں اور ہم اس کو چلا رہے ہیں کویشن کے طور پر توبنیادی گزارش کرنا چار ہاتھ میڈیا کے دوست ہو جو بھی ادارے ہو جو کچھ ہوا ہے ہم احتساب کے لیے بھی تیار ہے ہم ذمہ داری سے کام کر رہے ہیں ہم نے چیزوں کو درست کرنے کی کوشش کی ہے اور ہر معاملے میں تقریباً تقریباً اس کو شامل کر کے 60% تک ہم درستگی کے جانب گئے ہیں۔ یہ گورنمنٹ کی تین سالوں میں یہ کارکردگی سب سے بہترین کارکردگی ہے۔ جو آپ پر zero تھے وہاں سے 60-65 تک جب آپ گئے ہیں تمام departments میں تو اچھی کارکردگی ہے اور عوام کی توقعات شاید اس سے زیاد ہے اور ہم کوشش کریں گے کہ عوام کی توقعات کو پورا کرے۔ ہم کوشش کریں گے کہ اپنے اپوزیشن کو اپنے ساتھ بہترین جمہوری طریقے سے چلانے کی کوشش کرے اور ان سے request یہ ہے کہ چیزوں کو اس طریقے سے وہ نہ لے جس طریقے سے انہوں نے لیا ہے اور میری یہ تقریروں سن رہے ہو گئے اور مجھے امید ہے کہ وہ جمہوریت کی خاطر پارلیمنٹ کے خاطر اور اسمبلی کی وقار اور حیثیت کو مد نظر رکھ کر یہ جو مظاہرہ کیا جا رہا ہے ان کو چھوڑ دیں گے۔ thank you very much.

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔ میڈم اپسیکر صاحبہ آپ مجھے اجازت دیں تو میں دو تین points کی ذرا explanation کرتا ہوں۔

میڈم اپسیکر۔ جی جی.. The Floor is with you.

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔ میڈم! شیطان کہتا ہے کہ مجھے اس آدمی پر بڑا بُنسی آ جاتا ہے جو وہ سامنے سامنے، وہ اور بولتا ہے لیکن میں پارلیمنٹ کی خاطر کہتا ہوں کہ غلط بیانی سے وہ کام لے رہا ہے۔ یہ بار بار غلط بیانی اس فور میں مولانا صاحب کہہ رہے ہیں کہ جی ڈاکٹر مالک نے کہا جی وزیر اعلیٰ مشیر مجھے دے دو، یہاں ایک گولی نہیں چلے گا۔ آپ اپنی ریکارڈ کو check کر لیں میڈم۔ میں ایک سیاسی کارکن ہوں اور مجھے پتہ بھی نہیں تھا کہ میں وزیر اعلیٰ بن جاؤں گا۔ میری فرشتوں کو پتہ نہیں تھا اور میں اس جیسا غیر ذمہ دار، جس طرح میرے دوست نے کہا، بلوچستان میں، conflict zone میں، دس سالوں سے، تیس سالوں سے اور کہوں گا کہ ایک گولی نہیں چلے گی۔ پھر اس نے کہا جی، ڈاکٹر مالک نے کہا ”مجھے وزیر اعلیٰ شب دے دو کہیں corruption نہیں ہو گی“، یہ بھی کوئی باشúورا نہیں کہہ سکتا ہے۔ جس corruption میں جہاں پر ایک culture بن گیا ہے corruption، مجھے ایک سیاسی کارکن یہ commitment کیسے کر سکتا ہے؟۔ میں آپ سے

گزارش کرتا ہوں کہ آپ دیکھ لیں میں نے یہ دونوں باتیں نہیں کی ہیں۔ اسکے ساتھ ساتھ جس طرح زیرتوال صاحب نے کہا کہ جب یہ مسئلہ ہوا ہم نے Floor پر اسکو own کی ہماری پارٹی نے خالد کو کہا کہ آپ resign کریں۔ اور جو بھی قانونی procedures ہیں ہم اسکو follow کریں گے۔ میرے خیال میں جس دن سے یہ واقعہ ہوا ہے ہم سب لوگ یہاں موجود ہیں۔ ہماری پارٹی کی standing instructions ہیں مساوائے دو دوست ہمارے گئے ہیں جو پنجگور میں وہ ان کی ایک جلسہ ہو رہی ہے، کہ ہمیں پورا یہاں رہنا ہے۔ اس لئے رہنا ہے کہ ہم صحیح معنوں میں اپوزیشن کو مطمئن کر سکیں۔ میڈم امین یہاں دو تین issues، آج بھی اُس نے چھٹرے میں نے اُس زمانے میں جمالی صاحب سے request کی تھی کہ دو پر issues یہاں debate رکھوں۔ ایک issue ریکوڈ کے ہے۔ شاید ریکوڈ کے جو اس وقت exceed میں ہے۔ وہ تمام باتیں ہم نہیں کہہ سکے۔ لیکن جتنا ہم کہہ سکتے ہیں مجھ پر الزام تھا مولانا واسع صاحب کا۔ ”جی پچ دیا“، ابھی تک، مطلب اس حد تک کہ جی میرا تو وہی stand ہے۔ بھی ریکوڈ کے تو پڑا ہوا ہے۔ ڈاکٹر مالک نے تو اٹھا کے لے کے تو نہیں گیا ہے کسی کمپنی کو دیا ہے۔ ریکوڈ کے excel میں چل رہا ہے اور مالک وزیر اعلیٰ نہیں رہا۔ اگر کوئی غلط کام کرتا ہے۔ تو اس وقت ریکوڈ کے اس وقت excel میں نہیں چل رہا ہوتا۔ میں کوئی اور۔ مطلب اس حد تک۔ کہ ایک چیز Court میں چل رہا ہے اپوزیشن کو ذمہ دار ہونا چاہیے۔ اگر یہ کسی اور کمپنی کو مل جاتا یا اسی کمپنی کو مل جاتا تب آپ کہہ سکتے کہ جی آپ لوگوں نے۔ اب ریکوڈ کے excel میں چل رہا ہے۔ اور میں ضروری اب یہ سمجھتا ہوں اس فلور پر کہ میں ریکوڈ کے وہ پردہ نشینوں کے نام چاک کرلوں جن لوگوں کی وجہ سے ریکوڈ کو نقصان پہنچایا ہے۔ اور میرے پاس وہ تمام proof موجود ہیں۔ میں بتاؤں گا زمرک خان کو کہ square meters 99 جو ریکوڈ کی surface land تھی وہ کس نے جو ہے ناں تھیں کمپنی کو دیا تھا اور کتنے پیوں پر دیا تھا۔ مالک نے دیا تھا آپ وزیر تھے؟۔ (ڈیک بجائے گئے)۔ کیا کسی مائینگ کو آپ دے رہے ہیں، سارے بلوچستان میں مائینگ ہو رہا ہے؟۔ کیا آپ land کو بھی دیتے ہیں؟۔ یا انکو مائینگ لائنس دیتے ہیں؟۔ exploration license دیتے ہیں۔ تو میں وہ تمام چیزیں جو بار بار کہہ رہا ہے کہ ریکوڈ کے، ریکوڈ کے۔ میں نے بہت محتاط سے کام لی اور چونکہ وہ exceed میں تھا میں نے کہا خدا نخواستہ ایسا نہ ہو کوئی بھی بات کرنے سے ہماری case کی نوعیت خراب ہو۔ لیکن جو اپوزیشن صاحب کو۔ وہ جو کچھ ہوا transactions agreements - ریکوڈ پر جتنے agreement ہوئے ہیں disagreement ہوئے ہیں،

توڑے گئے ہیں، وہ تمام کے تمام .B.D.A کے اُس وقت وزیر جو ہیں ناں وہ .I.L.L والے تھے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)۔ اس کے ساتھ ساتھ آج بھی گوادر پر بول رہے تھے۔ میں نے ادھر بھی request کی کہ گوادر پر ایک دن debate رکھو۔ کہ گوادر کی زمینوں کو کس نے بیچا ہے؟۔ 2002ء سے۔ میں نے تو cancel کیے ہیں۔ میں نے تو لاکھوں ایکڑ زمینیں cancel کیے ہیں گوادر اور پسندی کی۔ جب میں آیا تھا تو ریاست کے پاس صوبہ بلوچستان کے پاس شاید ایک ایکڑ زمین نہیں تھی، نہ گوادر میں نہ پسندی میں یار لوگوں نے سب جو ہیں ناں تقسیم کیے۔ میں نے خواری کی بتادیں گے ڈاکٹر! اُسکو debates میں لائیں گے۔ میں ان تمام لوگوں کی نام بتادوں گا جو ان لوگوں نے آج oil-city میں جو ہے ناں، oil-city سرکار کا تھا، ان لوگوں نے اپنے نام پر allot کیا۔ اور پھر سرکار سے کہا ”کہ اس کی قیمت ہے 23 ارب روپے وہ ہمیں دے دو“۔ یہ میں Floor پر کہوں گا۔ تو میدم! میری اپوزیشن سے گزارش ہے کہ یہ جاؤ پ کر رہے ہیں ناں ”خزانہ لیکس“۔ اب کیا سوشل میڈیا میں چل رہا ہے۔ یہ شیطان کی آنت ہے۔ یہ جا کے 2002ء میں ختم ہو جاتا ہے یا اس سے آگے جاتا ہے۔ آج سو شل میڈیا میں جو دیے ہوئے ہیں، figures expenditures ہوئے ساتھ تو دو سال تھے۔ ہم اسکی، جو بھی ہوگا، باقی کن کے ساتھ تھے؟۔ ان کی جو ہیں وہ کن کے ساتھ ہیں؟۔ ہم نے کوئی بات نہیں کی، آج نہ ہو گے۔ ہم نے صرف، شاہ زیب خان نے 10 تارنخ کی رات کو ایک پروگرام چلا�ا کہ پچھلی حکومت کی دور میں 312 ارب روپے کا غبن ہوا ہے۔ ہم نے آج press میں وہی دی ہے۔ میں نے ایم پی اے فنڈ میں، چیف منسٹر فنڈ میں، میرے دوستوں نے جو ہم بیباں بیٹھے ہوئے ہیں اُنکی انکو اتری کریں۔ میں درخواست کرتا ہوں آپ سے میدم! اگر if you can do۔ ایک کمیشن پارلیمنٹ کا بناؤ، میرے خلاف جس کا سربراہ مولانا واسع ہو۔ اور اُس کا ممبر سردار عبدالرحمن اور زمرک خان ہوں۔ پھر انکے خلاف ایک کمیشن بناؤ مجھے اُس کا چیئر مین بنادو اور زیارتوال کو اُس کا ممبر بنادو پھر ہم دکھا دیں گے ان کو۔ ہم نے بہت شاکستہ politics کی ہیں، ہماری زندگیاں شاکستگی سے گزری ہیں۔ ہم سیاسی کارکن ہیں۔ ہم ہر چیز کو، ہر ترقید کو عزت سے دیکھتے ہیں۔ لیکن یہ بھی طریقہ نہیں ہے کہ آؤ آکے بھر مار کرو، اُنکی، الزامات کی اور چلے جاؤ۔ رکھو، ان پر ریکوڈ ک اور گوادر پر debate رکھو، اسی پر debate رکھو اپنالوکل باڈی گورنمنٹ فنڈز پر پھر پتہ چل جائیگا۔ تو میں اپوزیشن سے گزارش کرتا ہوں کہ اس پارلیمنٹ کی decorum کا ہم سب کو خیال رکھنا چاہیے۔ جب یہ پارلیمنٹ نہیں ہوں گے تو ہم میں سے کوئی بھی نہیں ہوگا۔ ہماری قائدین نے، ہم نے، پاکستان کی democratic forces نے، قوم دوستوں نے اس

پارلیمنٹ کی بالادستی کیلئے قربانیاں دی ہیں۔ اور ایک issue کو آپ اٹھاتے ہیں پھر چلے جاتے ہیں۔ میٹھیں، اس پر debate کرونا۔ کوئی issue پر تو سنجیدہ بونا۔ انہیں گزارشات کے ساتھ میری بھی اپل ہے جیسے کہ زیارت وال صاحب نے کہا آپ آئیں، یہاں میٹھیں، ہم پر تقدیم کریں۔ جو کچھ ہماری کمزوریاں ہیں وہ ہمیں بتاویں۔ سر آنکھوں پر۔ اگر ہم guilty ہیں، ہم سزا کیلئے بھی تیار ہیں۔ اور جس طرح زیارت وال نے کہا ہم لوگ یہیں رہیں گے انہیں فٹ پاتھوں پر رہیں گے۔ ہمیں جو کچھ کرنا ہے ہمیں یہاں پر کرنا ہے۔ انہیں گزارشات کے ساتھ آپ کی مہربانی۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)  
میڈم اسپیکر۔ جی نصراللہ زیرے صاحب!

جناب نصراللہ خان زیرے۔ thank you میڈم اسپیکر جناب ڈاکٹر عبدالملک صاحب، زیارت وال صاحب نے بڑی تفصیل سے بات کی، جس طرح انہوں نے کہا کہ گزشتہ ایک ہفتے سے جب سے یہ اسمبلی کا اجلاس چل رہا ہے انہوں نے اپوزیشن نے جس طرح اس house کے لئے قدس کو پامال کیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اگر اخساب کی بات کی جائے، تو اخساب سیدھی سی بات ہے، جب ہمارے اپوزیشن کے جو اپوزیشن لیڈر صاحب ہے یہ دیگر ممبر ان ہیں، جب وہ اس اسمبلی کے رکن نہیں تھے، جب وہ ممبر نہیں تھے، اس وقت ان کے پاس کیا جائیدادیں تھیں، آج جب وہ وزیر بتے جب وہ 15/10 سال minister P&D کے کے bank balance کا ان کی باقی تمام جائیدادوں کی تفصیلات معلوم کی جائے، تو خود بخوبی میں انداز ہو گا، کہ اتنا پیسہ ان کے پاس کہا سے آیا، کیا ان کا کوئی بزنس چل رہا تھا، کیا وہ چاٹانا اور جاپان کے ساتھ وہ کاروبار کر رہا تھا، ان کے کنٹینر ز آر ہے تھے، یہ پھر پیسوں کا باہر شہر رہا تھا، یقیناً ایسا نہیں تھا، وہ حکومت میں رہے اور ان کی حکومت کی دور کے وہ قصہ وہ کرپشن کے وہ قصے وہ ہرز بان نے زد عالم ہے، وہ ہمارے صوبے کے عوام کو بخوبی پتہ ہے، اور ان کے پارٹی کے لوگوں کا یہ خود آپ دیکھ لیں کہ ان کے پارٹی کے لوگوں نے خود ان کا خیال کیا کچھ نہیں کیا، کیا انہوں نے دیواروں پر نہیں لکھا، کیا انہوں نے ان کے خلاف جلسے نہیں کئے، ان کے کرپشن ان کے لوٹ مار کے خلاف یہ سب کچھ ہوتا رہا میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے دوست عوام کے آنکھوں میں دھول نہیں جھوک سکتے، وہ اتنے جو ہے عوام ہمارا ہنی طور پر باغ ہے، کہ وہ آج سے تین سال پہلے کی جو صورت حال تھی، آج سے پانچ سال پہلے کی جو صورت حال تھی، جو government تھا جس government کی عملداری ان کا اپنے house تک محدود نہیں تھی، وہ اپنے گھروں سے نکل نہیں سکتے تھے، کرپشن کے وہ ریکارڈ جس طرح ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ برسوں انہوں نے کہا کہ 150 کیسز میں کم

از کم 130 کیسران کے خلاف چل رہی ہیں، کتنے انہوں چکر لگیں نیب کے، کس کس کے خلاف کیس ہے، لہذا میڈم اسپیکر یہ اس طرح یہ نہیں ہو سکتا ہے، کہ وہ یہاں آ کر طبلے بجائے، اور ہمارا عوام کو یوقوف بنانے کی کوشش کریں، ہرگز نہیں ہرگز نہیں سب جاتے ہے آپ یقین کریں، میں ایک سیاسی کارکن ہوں، جب میں MPA نہیں تھا مجھے قعّتاً اس بات کا علم نہیں تھا MPA کے پاس اس وقت کوئی

district development fund ہوا کرتا ہے، اس میں کروڑوں روپے اُنکے پاس نظر کی صورت میں ان کے جیبوں میں رہتے تھے، مجھے بتایا جائے، ہم نے دو سال یہاں district development fund میں دی، میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں، ہمارے پارٹی کے MPA 14 نے کم از کم 25 ہزار طلبہ اور طالبات کو، ہم نے کروڑوں روپے cross check کے ذریعے ہم نے دیئے ہیں، سب کے نام ان کے ولدیت ان کا تعلیمی ادارہ سب کچھ موجود ہے، کیا یہ بتا سکتے ہیں، جب یہ دس سال رہے ان کے پاس کروڑوں اربوں روپے تھے، کہاں گئے تھے وہ پیسے۔ اور میڈم اسپیکر ان کے موئی خیل سے ایک MPA صاحب کس بات disqualify ہوا، اس نے اپنے بیٹھے کو کتنے پیسے کتنے لاکھ روپے دیئے تھے، اور ان کے چمن سے MPA جو وزیریحست تھے، وہ کس بات پر disqualify ہوا، اور ان کے دوسرے MPA جو چمن سے تھا وہ کس بات پر جیل میں تھا ابھی بھی وہ قانوناً وہ جیل میں ہے لیکن وہ پیروں پر رہا ہے، چمن سے ان کا MPA صاحب وزیر بھی تھے وہ آج بھی کر پشن کر کے وہ جیل میں تھے آج وہ پیروں پر ہے، دوسرے MPA صاحب تیرے MPA صاحب دی کی سے تھا وہ کس بات disqualify ہوئے، وہ کس بات پر جیل چلے گئے، بتایا جائے، یہ ہمارے عوام ان چیزوں کو نہیں بھول سکتے۔ اور ان کے وفاتی وزرا کیا یہ ہمارے بلیں سے آگے ہاؤ سنگ اسکیم کر پشن کی نہیں بتا رہی ہے، کہ کیوں ابھی تک یہ ہاؤ سنگ اسکیم روکی ہوئی تھی؟ کس نے اس زمین پر پیسے لیئے تھے، کروڑوں روپے کی کر پشن ہوئی۔ جس طرح ٹھیک ہے ایک واقعہ ہوا ہے وہ بندہ گرفتار ہے، وہ عدالت کے سامنے ہے وہ عدالت کو بتائے گا جو بھی اس میں ملوث ہوگا، وہ سزا پائے گا۔ میں ان سے پوچھتا ہوں یہ کہاں کے پارسا بننے ہوئے ہے، یہ پارسا نہیں ہے وہ ماضی کی کر پشن چھپانے کے لیے ماضی کے جو قصے ہے وہ چھپانے کے لیے عوام کے ذہنوں کو divert کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، لیکن عوام ہمارے اتنے سادھے نہیں ہیں، قعّتاً اتنے سادھے نہیں ہیں عوام بہت بہتر طریقے سے جانیں گے، اور ان کو پتہ ہو گا اس قسم کے جعلی کارروائیوں سے یہ کچھ نہیں ہوگا۔ میڈم اسپیکر یقیناً ڈاکٹر صاحب نے تفصیل سے بات کی گودار کی میں بھی گودار گیا تھا وہاں پر ہمیں بتایا گیا تھا کہ وہاں پر کتنی allotment ہوئی تھی کس نے کی تھی

۔ ٹھیک ہے ہماری حکومت آئی ہم نے سب حقی بھی الائمنٹ کی تھی وہ حکومت نے cancel کرائی اور کوئی کورٹ میں نہیں گیا۔ جس کے اگر کوئی الائمنٹ cancel ہوتا ہے میری ہوتی ہے تو میں کورٹ جاؤں گا کہ مجھے برحق allot ہوئی تھی، اب جوڑا کٹھ صاحب آگئے، انہوں نے cancel کردی، بتایا جا یے میڈم اسپیکر! یہ سب ہمارے عوام کے سامنے ہے، اور یقیناً ان کو اپنے عمال کی سزا ضرور ملیں گی اور آئندہ بھی ملیں گی۔ اور اس لیے یہ ترپ رہے ہیں کہ یہ اقتدار جو ہے ناں جو 1970ء سے اقتدار میں تھے ہر حکومت کے ساتھ ہے۔ عجیب سی بات ہے آپ یقین کریں کہ اس دن ڈاکٹر صاحب آر ہے تھے میں اور ڈاکٹر صاحب اسلام آباد سے آر ہے تھے، بڑے سینئر رہنماء تھے، جمیعت علماء اسلام کے بہت بھی سینئر رہنماء سینئر پوزیشن ہے، انہوں نے خود کہا کہ عجیب سی بات ہے کہ ہم مولانا صاحب بڑے مولانا صاحب اسلام آباد میں میال صاحب کے ساتھ حکومت بچار ہے ہے اور مولانا وسع صاحب جو یہاں پر حکومت گرا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ عجیب سی بات ہے اس نے خود کہاں کہ میں نے مولانا فضل الرحمن صاحب سے بات کی کہ یہ آپ کیا کر رہے ہے، اس لیے کہ یہ اپنی کرپشن کو چھپانے کے لیے یہ سب کچھ کر رہے ہیں، اور ان کی کرپشن چھپ نہیں سکتی، اور احتساب سب کو پتہ ہے ہمارے تمام لوگوں کو پتہ ہے کہ ان کے پاس جب یہ MPA نہیں تھے، ان کے پاس کتنی گاڑیاں تھی مجھے خود ان کے پارٹی نے بتایا ہے کہ ہم نے ان کے لیے التوسیز کی خرید کر جو وہ MPA first time بننے تھے، آج کروڑوں اربوں روپے کہا سے آگئے، بلس یہ ہے احتساب ہے یہ ثابت کریں، کہ ان کے پاس یہ جائزیاً دکھاں سے آگئی، کہاں سے ان کے کنٹیزر آئے، یہ پھر پیسوں کی بارش ہوئی یہ میں بتائے، میڈم اسپیکر thank you

--  
میڈم اسپیکر۔ ڈاکٹر حامد اچنڈی صاحب!

ڈاکٹر حامد خان اچنڈی (وزیر حکومت منصوبہ بنندی و ترقیات)۔ میڈم اسپیکر! بڑی مہربانی آپ کی کہ آپ نے اس اہم point of order پر بولنے کا موقع دیا، ہم کسی کی ذاتی سکبی نہیں کریں گے، لیکن جو لوگ ہم پر اذرام لگاتے ہیں، کرپشن کا، پتہ نہیں کیا کیا کہہ بیٹھتے ہیں اور table بجارتے ہیں، table کا طریقہ ان حضرات نے مجلس عمل کے لوگوں نے اس وقت سیکھا، جب یہ amendment 17 پاس کر رہے تھے۔ اور مشرف کو صدر بنارہے تھے ڈکٹیٹر کو، اس وقت کے اپوزیشن نے ان کے خلاف یہ طریقہ استعمال کی ابھی یہ لوگ یہ وہ طریقہ کن کے خلاف استعمال کر رہے ہیں، میڈم اسپیکر! یہ تو اور بات میں وکیل نہیں ہوں کہ تو ہیں عدالت کر رہے ہے یہ کیس کورٹ میں ہے اس پر بول رہے ہیں۔ ٹھیک ہے وہ پارلیمنٹ کے privileges ہیں

دوسری بات جن کے خلاف یہ بول رہے ہیں، یہاں دو ٹیکمیں بیٹھی ہوئی ہے آمنے سامنے ایک وہ ٹیکم ہے جو پشتو نگو اعلیٰ عوامی پارٹی اور نیشنل پارٹی ٹیکم جس نے کبھی بھی کسی ڈکٹیٹر کی حمایت نہیں کی، خواہ وہ ایوب خان ہو، بھی خان ہو، ضیاء الحق ہو، مشرف ہو۔ اور انہوں نے کبھی ان ڈکٹیٹر کی حمایت کے بغیر ایک سینٹ نہیں جلتی۔ خان شہید عبدالصمد خان اچکزئی، اور باچا خان ایوب خان کے جیل میں تھے میں حضرت مولانا مفتی محمود ایوب خان کے ساتھ اسے میں بیٹھے تھے۔ بھی خان تھے اس نے جو بنگال پر جب فوج کشی ہو رہی تھی، پاکستان کا حصہ تھا مسلمان تھا، آج ہم بھگت رہے ہے ان عمال کو، آج بنگلا دیش یہ نورانی صاحب کامیں نے خود پڑا پر لیں میں کہ بھی خان کو کہا کہ آپ جہاد کا اعلان کیوں نہیں کرتے ہے بنگال کے خلاف تیرے ڈکٹیٹر کا ضیاء الحق کا اس کے کا بنیہ میں تقریباً تین چار وزیر ہے، ہم ان کے جیلوں میں رہے اور سڑکوں پر 07 اکتوبر 1983ء میں کو ہمارے چار بندے شہید ہوئے۔ ہمارے چیئرمین محمود خان پر قاتلانہ حملہ ہوا، اور یہ ISI اور پولیس والے گالیاں دیں کے فائز کرتے تھے، اور وہ فتح گیا،

**میڈم اسپیکر sir** آپ موضوع پر ہیں، وہ احتجاج کر رہے ہے احتساب پر تو اس پر رہے۔

وزیر یونگہ منصوبہ بندی و ترقیات۔ ہاں تو ہم اس ڈکٹیٹر کے خلاف تھے جنہوں نے قتل فلاناں کا کوئی وہ نہیں کیا، چوتھاؤ ڈکٹیٹر آپ کو یاد ہے پشتون آباد میں ہمارے چار شہید کیے ناچن، ہم ڈکٹیٹر کے اور غیر جمہوری قوتوں کے خلاف لڑنے والے اور یہ ان کے حامی اور ساتھی رہے۔ اور ہم جمہوری لوگ ہے دوسری بات زیارت والے کے ریکا روڈ کے درستگی کے لیے خان شہید عبدالصمد خان اچکزئی کے اس hearing کے اس نے فقرہ یہ کہا کہ 14 سال جیل تو آپ نے ہمیں دی دی، اگر آپ کارویہ یہی رہا تو پاکستان نہیں چل سکے گا، اور ان کا رویہ یہی رہا۔ پاکستان 12 سال کے بعد ٹوٹ گیا، دوسری جو اس کوئٹہ کرنل سے بابا نے سوال کیا؟ کہ آپ نے مجھے 14 سال قید بامشققت سزا دی کس جرم میں تو وہ بچارا کرنل تھا اس کو کیا پڑھتا تھا اس نے کہا کہ آپ حکومت وقت کو گرنے کی کوشش کر رہے تھے، سازش کر رہے تھے، تو بابا نے کہا میں تو اپنے کوشش میں ناکام رہا، آپ لوگ کامیاب ہو گئے اس حکومت کو والٹا دیا، اپنے کو کون سی سزا دوں گے۔ تو یہ بات ادھر ہوئی تھی، دوسری بات جب ڈاکٹر مالک کہتا ہے کہ اس نے کہا کہ ایک گولی نہیں چل گی۔ ہم جمہوری لوگ ہیں اُدھر ان غوا برائے توان ہوئے۔ ہم جمہوری لوگ تھے، ہم نے ان کی ہم نے اس کی مذمت کی۔ یہ لوگ ایک بیان دیکھا دی، ایک بیان پچھلے دس سال میں کہ کسی بھی دہشت گردی کسی بھی ان غوا برائے توان کے اس میں انہوں نے اس کی جرات ہی نہیں تھی۔ جب ہم لوگوں نے اس

کو صاف کیا پھر ان کو جرات ہوئی، انہوں نے بھی کہہ کہ ہم دہشت گردی کے خلاف ہے، ہم کرپشن کے خلاف ہے یہ گراونڈز ہمارے حکومت نے بنائی، ہماری حکومت کا یہ ایجنسڈ ہے اور تھا کہ ہم terrorism کے خلاف لڑیں گے۔ ہم کرپشن کے خلاف لڑے گے ہم ڈولپمنٹ لاٹیں گے۔ ہم جمہوری لوگ ہیں جمہوریت مانگتے ہیں۔ پاکستان میں آئینی حکومت مانگتے ہیں۔ پاکستان میں عدالیہ اور آزاد ایکشن کمیشن چاہیں۔ ہم پشتو نخواہی عوامی پارٹی بالخصوص اور ہم اس لئے We are totally famous کہ جی یہ فوج کے خلاف ہے ہم قطعاً فوج کے خلاف نہیں۔ ہم قطعاً کسی بھی سیکورٹی اداروں کے خلاف نہیں۔ ہم فوجی حکمرانوں کے خلاف ہے۔ کہ حکمرانی عوام کی ہوگی اور باقی سارے ادارے servant ہوں گے پارلیمنٹ کے۔

**میدم اسپیکر :-** ڈاکٹر صاحب اگر اپ پلیز موضوع پر آجائے۔

**وزیر یحکمہ منصوبہ بندی و ترقیات :-** یہ ہمارا ایجنسڈ ہے ہم ان کو Counter کرنے کیلئے ان کے جب دور میں کوئئے سے چمن آپ نہیں جاسکتے تھے یعنی عصر کے ٹائم یہ حقیقت ہے مذاق نہیں کہ اگر آپ کسی یہکسی والے کو کہتے کہ جی مجھے لے چلو چن یا قلعہ عبداللہ وہ کہتا تھا کہ جی گاڑی تو تم مجھ سے لے لوں گے، میں پھر واپس کیسے آؤں گا۔ اغوا برائے تاداں ہوتے تھے۔ With due apology کسی مرد کے ساتھ اپنی بیگم، ماں یا بہن ہوتی تھیں اُن کے کانوں سے بالیاں اور ہار چھینتے تھے انہی پارٹی کے لوگ تھے یہی لوگ تھے۔ یہاں سے ہم کراچی نہیں جاسکتے تھے۔ امریکن کنٹینر کے نام پر تمام پشتوں، بلوج کے کنٹینر کا رو باری جو رہ جاتے تھے درجنوں لوگوں کو مارا وہ راستہ صاف نہیں تھا۔ ہم جب جمہوری حکومت اور ہمارے قانون نافذ کرنے والے ادارے جب ہم پلیہ ہو گئے آج ہمارے صوبے میں جو کوئی نصویر بھی نہیں کر سکتا ہے چمن کا راستہ صاف ہے کراچی کا راستہ صاف ہے۔ اور ہم جاسکتے ہیں۔ اغوا برائے تاداں اگر ختم نہیں ہوا تو 90% وہ ہوا ہے۔ ٹارگٹ کلنگ جو کوئئے شہر کے پانچ گلیوں میں دن میں جو ہوتے تھے آج وہ عالم نہیں ہے غرور تو بہت بُر الفاظ ہے کہ میں استعمال کروں۔ ہم وہ جمہوری لوگوں کے اسمیں ہیں جنہوں نے انگریز کے زمانے میں استقلال اخبار نکالا واحد سیاسی پارٹی بنی انجمن وطن اور ایک بلوچاں پارٹی بنی تھی یہکسی صاحب اور کردو صاحب کی ہم اُن کے پیروکار ہیں۔ البتہ کسی ایک بیور کریٹ نے ایک عمل کیا یہ کل بھی ہو سکتا ہے۔ پرسوں بھی ہو سکتا ہے یہ ہوتے رہیں گے۔ اُس دن سردار مصطفیٰ خان نے کہا کمیشن اور پرستیج 40 سال سے حکومت میں ہے چالیس سال سے ابھی یہ کمیشن اور پرستیج قانونی ہوتا جا رہا ہے۔ ہم اس میں نہیں شامل یہ لوگ تھے اور یہ لوگ کر رہے تھے آج ان کو تڑپ ہے کہ وہ کب آئینگے حکومت میں آنے کیلئے اپنا طریقہ ٹھیک کرو اپنے کو جمہوری رکھو اپنا اخلاق انسانی رکھو تو آپ کوشاید۔

موقع ملے۔ پشتو نخواہی پارٹی کا ایک سیٹ تھا ان کے تین تھے۔ پھر پشتو نخواہی پارٹی کے دو تھا ان کے آٹھ تھے آج پشتو نخواہی کے تیرہ ہیں ان کے چھ۔ ہم اپنے قربانیوں کے نتیجے میں اپنے اعمال کے نتیجے میں ہم اپنے کرتوت اُس میں عدم تشدد جمہوری خصلت ہم آگے جا رہے ہیں یہ پیچھے جا رہے ہیں اس کے باوجود انکے ساتھ ہر جریں کا سپورٹ تھا۔

**میدم اسپیکر:-** ڈاکٹر صاحب پلیز windup کریں۔ آپ کے پواسٹ آگئے۔

وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات۔ بڑی مہربانی۔ ایک آدھ لفظ اگرہ گئے اُس کو پھر کسی دوسرے نشست میں کر لیں گے۔ یہ موازنہ ان دو توتوں کا ہم نے کر لیا۔ آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے موقع دیا۔ پریس سے ہمارا گلہ ہے۔ گلہ کر سکتے ہیں۔ ان سے request ہے کہ وہ جو کہہ رہے ہیں فل کورٹج دیں اور ہم جو کہہ رہے ہیں ہمیں بھی کورٹج دوں۔ کبھی تو پاریمنٹ کو کورٹج ملے۔ بڑی مہربانی۔

**میدم اسپیکر:-** ڈاکٹر شمع احراق صاحب۔

**ڈاکٹر شمع احراق بلوج:-** شکر یہ میدم اسپیکر۔ آپ اس بات کا فیصلہ کرنا چھوڑتے کیوں نہیں کہ کون جہنمی اور کون جنتی خدا نے اپنے فیصلوں میں آپ کی رائے طلب نہیں کی۔ میدم اسپیکر! آج پورے ایک ہفتے سے جس طریقے سے یہ احتجاج کر رہے ہیں اسکی کا جو decorum ہے نہ اُس کا خیال کر رہے نہ آپ کی عزت کا خیال کر رہے۔ کہ آپ ان کو بار بار کہہ رہے ہیں کہ پواسٹ آف آرڈر پر اتنی لمبی تقریر نہیں کر سکتے۔ آپ نے اُن کا مائیک بند کر دیا وہ پھر بات بھی کر رہے ہیں اور ڈیسک بھی بجا رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں میدم اسپیکر کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار نیشنل پارٹی نے اپنے آپ کو احتساب کے لئے پیش کیا۔ کیا اس سے پہلے جو دوسروں پر انگلیاں اٹھاتے ہیں۔ میدم اسپیکر! اگر انسان اپنی انگلیاں کا استعمال اپنی ہی غلطیوں کو گنے کیلئے کریں تو دوسروں پر انگلیاں اٹھانے کا وقت ہی نہ ملے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ 2002ء یا اس سے بھی پہلے اگر ہم دیکھتے اور تاریخ میں جاتے ہیں۔ تو میں یہ سمجھتی ہوں جو آج یہاں ڈاکٹر صاحب انگلیاں اٹھا رہے ہیں تو باقی انگلیاں اُنکی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیا انہوں نے جو اٹھی سے 12 کروڑ روپے آیا تھا بلوجستان کے جو مشکلات تھے ان کو ختم کرنے کیلئے اُس کا ایک روپیہ بھی بلوجستان کے یا بلوج علاقوں پر خرچ نہیں ہوا۔ یہ تاریخ بتاتی ہے۔ لندن میں جو فلیٹ ہے اُس کی قیمت اربوں سے زیادہ ہے۔ مولانا واسع صاحب کے۔ ہمارے پاس بہت سے ایسے ثبوت ہے۔ اگر ہم یہاں بیان کرنے لگے۔ جس طرح ڈاکٹر صاحب نے مجھے کہا کہ وقت کا خیال کریں۔ میں یہ سمجھتی ہوں اگر ہم کہنے پر آئے تو بہت کچھ کہہ سکتے ہیں۔ اور پھر ہم اتنا کچھ بول سکتے ہیں کہ شاید پھر آپ اخبار والے جو آج یہاں

پران کو highlight کر ہے ہیں تو پھر شایان کی جو کرتوت ہے اُن highlight کریں۔ میڈم اسپیکر:- میں یہ request کروں گی ممبر سے کہ وہ پرنسٹ نہ ہو۔ آپ کے لیڈر نے پالیسی اور explanation دے دیا ہے۔

**ڈاکٹر شعاع الحاق بلوچ:**- شکریہ میڈم اسپیکر لیکن آپ نے دیکھا ہے کہ چار پانچ دنوں سے جس طریقے سے جب لیڈر پر بات آتی ہے تب بھی ہم خاموش بیٹھے تھے کیونکہ ہمارے لیڈر نے ہمیں کہا۔ لیکن ہم خاموش بیٹھنے والوں میں سے حقیقتاً نہیں ہیں۔ کیونکہ جب لیڈر پر کوئی انگلی اٹھتا ہے اور اگر اس کا درکار خاموش رہے تو ایسے درکار پر لعنت ہے۔ میڈم اسپیکر 2002ء میں جب ہم یہاں آئے ہم اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اُس کے بعد انہوں اپر ایک تاوان ان ایک کار و بار اور تجارت بننا ہوا تھا۔ منگ پرسن روز کا معمور تھا کہ کون گھر سے نکلتا ہے اور شام کو وہ گھر لوٹے یا نہ لوٹے ایک ماں نے تو ایک نظم لکھتی تھی۔ ان دنوں حالات اتنے خراب تھے اور وہ یہ کہتے تھے کہ اس گورنمنٹ میں ہوتے ہوئے وہ ہمیں بھی اپوزیشن میں کہتے تھے کہ اُس ماں نے لکھا تھا کہ کب تک یہ خون کی یہ ہولی جاری رہے گی۔ کب تک ماں میں اپنے بچوں سے پچھرتے رہے گے۔ کب تک باپ اپنے بچوں کو کندھا دیتے رہے گے اور کب تک بھائی اپنے بہنوں کو لاد میں اُتارتے رہے گے۔ کب تک میں یہ سمجھتی ہوں کہ جب ہم یہ حالات دیکھتے تھے اور ایسے ماوس کو بلکتے ہوئے دیکھتے جو روز اپنے بچوں کو واپس آنے کی دعا میں دیتے تھے اور جب وہ لوٹ کر نہیں آتے تھے تو میں سمجھتی تھی کہ وہ ساری بدعا میں کہاں چلی جاتی تھے۔ ایسے منظر بھی تھے جو چیز میں بھی تھے اور میری سامنے کی بات ہے میں نے خود سننا میں نے اپنی آنکھوں سے خود دیکھا خدا گواہ ہے۔

کہا کہ مجھے بڑی گاڑی چاہئے وہ گاڑی جس پر جھنڈا لگا ہو۔ تو میڈم اسپیکر صاحبہ وہ یہ بتیں ہیں۔ میں یہاں یہ بیٹھ کر سوچ رہی تھی کہ آج وہ کہتے ہیں کہ کابینہ مستعفی ہو جائے ڈاکٹر مالک ایسے ہیں نیشنل پارٹی ہے پشتونخوا ہے۔ خُدا کیلئے خُدا کا کچھ خوف کریں۔ مدرسے ویران ہو چکے مدرسون میں تالے پڑ چکے ہیں۔

مدرسون سے نکل کر ہم آج یہاں بیٹھ کر سیاست کر رہے ہیں ان لوگوں پر جنہوں نے وہ سیاست کی حضیر ابھی زیارتوال نے کہا صد خان اور یوسف عزیز بگسی جنہوں نے اُس وقت وہ اخبار وہ اخبار نکالا تحریک استقلال اور اُس کے بانی بھی وہی تھے۔ تحریک چلی جمہوریت کو انہوں نے فروع دیا پارلیمنٹ کی بات کی، ہم نے ہمیشہ کرپشن اقرباً پوری اور اس کے خلاف جدوجہد کی اگر ہم نے جدوجہد کی جمہوریت کیلئے پارلیمنٹ کی بالادستی کیلئے ہمارا کوئی لیڈر کوئی لیڈر آج تک بلوچستان سے باہر نہیں گیا ہے ہمارے کسی بھی لیڈر پر کبھی بھی نیب مطلوب نہیں ہوا ہے۔ آج بھی نیب مطلوب ہے کن لوگوں پر وہ سب جانتے ہیں۔ آج سے بارہ سال سے نیب

مطلوب ہے میں تو آج کہوں گی نیب کو کہ آوان پر ہاتھ ڈالوں اور انہیں پکڑ لوں کہ جو یہ بیشیاں بھگت رہے ہیں ایک پیشی میں نمٹا لوں۔

**میڈم اسپیکر:** ڈاکٹر صاحبہ windup کریں پلیز۔

**ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ:** میڈم اسپیکر صرف میں یہ کہوں گی۔ کہ آج ہم یہاں اسمبلی کی کارروائی کو خراب کر رہے ہیں میں یہ نہیں چاہتی ہوں کہ ہم یہاں بیٹھیں ہوئے ہیں ہمیں جس طرح پابند کیا گیا کہ ہم اسمبلی میں آ کر بیٹھیں اپنی بات رکھیں اور ہم نے اُن کو اتنے دنوں سے کہنے کا موقع دیا ہوا تھا۔ آج ہمیں ڈاکٹر صاحب نے اجازت دی ہے تو ہم نے دوچار منٹ کیلئے بات کی ہے کیونکہ ہم نہ پرشل ہونا چاہتے ہیں اور نہ کسی کے خلاف جانا چاہتے۔ لیکن انگلیاں نہ اٹھائی جائیں۔ یہ انگلیاں جب انھیں گے تو پھر حالات اور بھی کچھ جوانگلیاں ہے وہ پھر انکی طرف جائیں۔ اور حالات کا رخ ان کی طرف مڑ جائے گا۔ اور جب یہ بہت ہوا پانی مڑ جائے گا تو پھر نہ جانے کتنے لوگ اس کے زد میں آ جائیں گے۔ میں یہ صحیتی ہوں کہ اس بھتی گنگا میں جس طریقے سے انہوں نے اپنی ہاتھ دھوئیں یا شتر مرغ کی طرح ریت میں سردا بنے سے یہ تو نہیں ہوتا کہ میں سو گیا ہوں یا میری آنکھیں بند ہے۔ ایسا ہر گز نہیں آپ کو سب دیکھ رہے ہیں اور ہم بھی دیکھ رہے اور میں میڈیا سے پھر ایک دفعہ request کرتی ہوں جو تھے اُس کو دیکھایا جائے اور جو غلط ہے وہ بھی بتایا جائے۔ بہت شکریہ۔

**میڈم اسپیکر:** میرے خیال اس پر ویسے debates نہیں تھی پھر بھی میں نے سب ممبر کو موقع دیا کیونکہ کافی دنوں سے آپ سن رہے تھے۔ ڈاکٹر قیہ ہاشمی صاحبہ آپ بولنا چاہتی She is , on point order last speaker

**ڈاکٹر قیہ سعید ہاشمی:** میڈم اسپیکر thank you very much فاضل ممبران کی تقاریر ہر ایک نے اپنے اپنے نقطہ نظر سے گفتگو کی ہے۔ یہاں میں یہ کہنا چاہوں گی۔ کہ آزادی رائے کا ہر ایک کو حق ہے اسمبلی میں ہم ووٹ لیکر آتے ہیں ہر ایک کا حق بتاتا ہے کہ وہ آزادی رائے سے اپنا اظہار کرے پابندی نہیں ہونی چاہیے۔ ڈاکٹر مالک صاحب میرے دوست میرے colleague ہے۔ میں ان کی بڑی احترام کرتی ہوں جب ڈھائی سال وزیر اعلیٰ صاحب کے گرسی پر تھے گوار کر پیش پرانہوں نے اسمبلی کو اعتماد میں کیوں نہیں لیا۔ جب آج ان کو موقع ملابات کرنے کا تو اس فلور پر میڈم اسپیکر آپ سے گزارش کرنا چاہوگی کہ ڈاکٹر مالک صاحب گوار پر جو کاغذات لانا چاہتے ہیں جو انہوں نے کینسلیشن کی ہے بہت خوش آئند بات ہے۔ کم از کم اُس سے پہلے وہ کاغذات ممبران کو پہنچ جانا چاہیے تاکہ ہم بھی تیاری کر کے input دے سکے۔ ایک دفعہ میڈم اسپیکر میں یہ کہنا چا

ہوں گی۔ آزادی رائے ہر ایک کا حق ہے۔ اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔

**میڈم اسپیکر :-** غلام دشمنگیر بادینی صاحب۔ مختصر کریں۔

میر غلام دشمنگیر بادینی:- میڈم اسپیکر صاحبہ ڈاکٹر صاحب نے تو میرے خیال تفصیل سے بات کی ہے میں ڈاکٹر صاحب سے request کرتا ہوں کہ جب آپ نے بات کی تو اس چیز کو پوائنٹ آوٹ کریں۔ کہ پہلے والے لوٹیرے کون تھے کس کس نے لوٹا اس غریب صوبے کو میرے خیال میں یہ کریڈٹ موجودہ گورنمنٹ کو جاتا ہے۔ ڈھائی سال ڈاکٹر مالک صاحب رہے اور ابھی جو ہے نواب شاء اللہ زہری صاحب ہے۔ پہلے میرے خیال میں میڈم اسپیکر شاید پورے بلوجستان ایک simple بن چکا تھا۔ میں میں تاک شوز میں بلوجستان میں لاءِ اینڈ آرڈر کی Situation اتنی خراب تھی یا لوٹ مار میرے خیال میں بہت برا حال تھا جیسے میرے دوست نصر اللہ خان زیرے نے بات کی کہ آپ یقین کریں ہمارے ڈسٹرکٹ میں ابھی جو دو DDPs ہوئے پہلے لوگ جانتے تک نہیں تھے لوٹ مار کا بازار اتنا گرم تھا کہ یہ DDP کے پیسے لوگوں کے جیبوں میں اور محلوں میں پتھریں کہاں کہاں خرچ ہوتے تھے۔ اور اسکیم ایسے ہوتے تھے یہ کریڈٹ اس گورنمنٹ کو جاتا ہے۔ جو نیب کا ڈاکٹر صاحب نے بات کیا۔ نیب کو start لینا چاہیے ہم اُس کو خوش آمدید کرتے ہیں۔ کہ شاید دعوت مجھے یاد ہے وہ دن جب ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ سب سے پہلے میں اپنے کو نیب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ Investigation میرے حلقة سے کریں۔ اسی طرح نواب شاء اللہ صاحب نے بھی کہا کہ آپ Investigation کریں۔ سابقہ گورنمنٹ اور موجودہ گورنمنٹ ہے فرق یہ ہے۔ کہ پہلے لوٹ مار کر پیش ابھی میرے خیال میں اسکیم گروڈ پر نظر آ رہے ہیں۔ شاید میں اپنے ڈسٹرکٹ کا نہیں پورے بلوجستان کا کہوں گا کہ ہر ڈسٹرکٹ میں دیکھیں گراونڈ پر اسکیم ہیں۔ نیب بالکل Investigation کریں پورے بلوجستان کے ہر حلقة کا۔ یہ جو عوام کا پیسہ تھا اس کو اتنی بے دردی سے لوٹا گیا۔ اسکیم یا شدگل روڈ پر واٹر سپلائی دیتے تھے وہ گروڈ پر تھے نہیں یہ کریڈٹ اس گورنمنٹ کو جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے جو پوائنٹ آوٹ کیے ہیں۔ اس چیز کو شاید میں یہی کہتا کہ ابھی وقت آ گیا ہے اُس کو open کریں کہ گواہ میں کوئی سماں فیا اور کوئی گروپس ہیں جن کے اتنے اربوں۔ 23 ارب کا جیسے ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں۔ اس کو open ہونا چاہئے تو پہلے ہمارے نمائندوں نے سابقہ ادوار میں اس بلوجستان کو اس غریب صوبے کو شاید وہا تھوں کے علاوہ دو ہاتھ ایکسٹر انہوں نے نکالا لوٹنے میں اس چیز کو جب ہمارے ساتھی اپوزیشن کے اُن کی جتنی ڈیماڈز ہیں اور ڈاکٹر صاحب بھی open کر دیں تاکہ اسمبلی میں شاید through-out بلوجستان میں لوگوں کو پتہ چلے کہ صوبے کے ساتھ کیا

ہوتا رہا ہے سابقہ ادوار میں کیا اور موجودہ حکومت میں کیا ہوا۔ میں مانتا ہوں کہ کرپشن کو فوری طور پر ختم نہیں کیا جاسکتا۔ شاید فرسٹ ٹائم بلوچستان میں ڈاکٹر مالک کی گورنمنٹ سے نواب شاء اللہ زہری کی گورنمنٹ تک نیب active ہے پہلے نیب میں میرے خیال شاید پانچ سالوں میں انہوں نے جو کچھ کیا ابھی نیب کو چاہیے کہ وہ اس گندہ کو بھی دیکھیں کہ انہوں نے پہلے ہمارے لیڈر صاحب اتنے انہوں نے کیا کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب اس چیز open کرے کہ بار بار اس طرح یا اسمبلی میں جو اپوزیشن کے آئے دن میرے خیال میں ان کے بغیر اسمبلی کو میں نامکمل سمجھوں گا اپوزیشن کے بغیر۔ یہاں پر ہم بات کریں گے اپوزیشن نہ ہو۔ تو میرے خیال ہماری جو باتیں ہیں ان میں وزن نہ ہو۔ ڈاکٹر صاحب اس کو open کریں۔ اور یہ جو الٹمنٹ کینسل کی تھی ڈاکٹر صاحب نے کہتے ہیں کہ میں نے ہزاروں ایکٹ open کر دیئے کہ ہمارے جو سابقہ لیڈر تھے کہ کتنے ہزاروں ایکٹ اُن کے ہیں۔

میڈیم اسپیکر۔ میں اسمبلی کا اجلاس ملتوی کرنے سے قبل معزز اراکین کو مطلع کرنا چاہتی ہوں کہ بروز منگل مورخہ 17 مئی 2016ء کی اسمبلی کارروائی میں صوبہ بلوچستان میں تعلیم کی ترقی و ترویج پر عام بحث بھی شامل ہوگی۔ اور میں چاہوں گی کہ معزز اراکین، چونکہ میں اس سے پہلے اعلان کر رہی ہوں تاکہ آپ تیاری کر کے آئیں اور اس بحث میں بھرپور حصہ لیں۔ اور محکمہ ایجوکیشن کو اپنی مفید تجویز سے آگاہ کریں۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز منگل مورخہ 17 مئی 2016ء شام چار بجے تک لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اجلاس شام 5:30 بجے 50 منٹ پر اختتام پذیر ہوا۔)